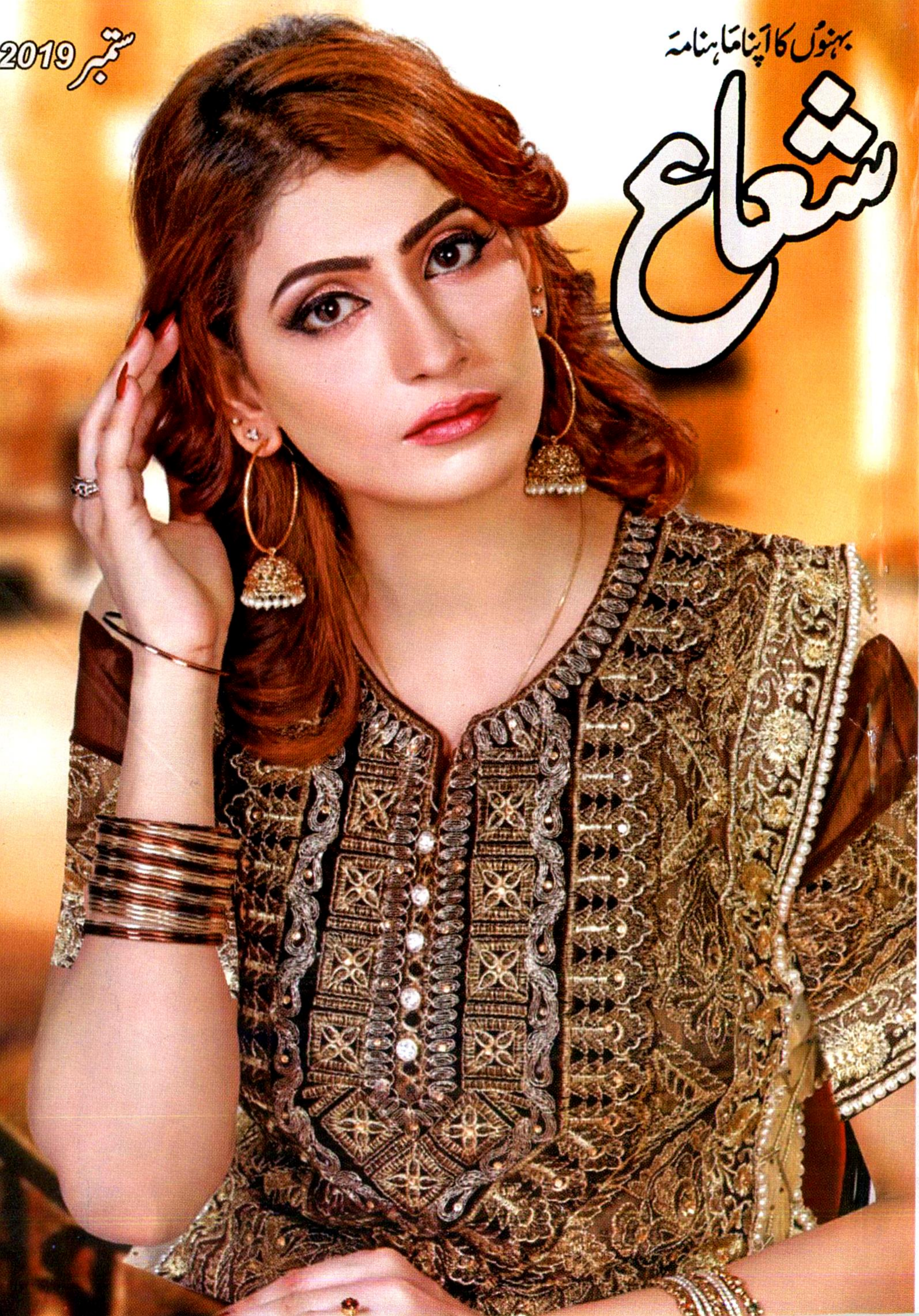
بہنوں کا اپنا ماہنامہ
شعاع
ستمبر 2019

بہنوں کا اپنا ماہنامہ

شعاع

بانی و مدیرِ اعلیٰ — محمود ریاض

مدیرہ — رضیہ جمیل

مدیرِ منتظم — آذر ریاض

مدیرِ اعزازی — امت الصبور

فلم/ٹیلی وژن — شاہین رشید

اشتہارات — خالدہ جیلانی

قانونی مشیر — نورالدین سرکی اینڈ کمپنی
ایڈووکیٹس اینڈ لیگل کونسلرز

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ شعاع

37- اردو بازار کراچی

پہلی شعاع	رضیہ جمیل	8
حمد	غلام مصطفیٰ نعیمی	9
نعت	نجمہ یاسمین یوسف	9
نبیؐ کی باتیں	ادارہ	10

انٹرویو

صبیحہ ہاشمی	شاہین رشید	18
دستک	شاہین رشید	15
جب تجھ سے پایا	ح۔سین	23
جب تجھ سے ناتا	ع۔علی	25

ناول

شام کی حویلی میں	رخسانہ نگار عدنان	218
شہرِ تمنا	نعیمہ ناز	36

مکمل ناول

ایک دیا رستے دیا	نگہت سیما	128
اسیرِ عشق	مدیحہ سعید	74

ناولٹ

اب کے ہم بچھڑے تو	فرح بخاری	162
دل میں رکھ لینا	سدرۃ المنتہیٰ	196

افسانے

یار دلدار	افشین نعیم	55
اے ہمدمِ دیرینہ	عنبرین اعجاز	63
عورت نامہ	نزہت جبیں ضیا	67
ہم بے چارے	نوشابہ نزہت	158
شکستِ فاش	حنا بشریٰ	189

نظمیں غزلیں

غزل	منیر نیازی	240
نظم	نصیر احمد ناصر	239
غزل	اعجاز توکل	240
غزل	فریحہ نقوی	239

پاکستان (سالانہ) .... -/700 روپے
ایشیا، افریقہ، یورپ .... -/6000 روپے
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا .. -/7000 روپے
سالانہ خریداری کے لیے ای میل کریں
subscriptions@khawateendigest.com

انتباہ: ماہنامہ شعاع ڈائجسٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں، پبلشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس رسالے کی کسی بھی کہانی، ناول، یا سلسلہ کو کسی بھی انداز سے نہ تو شائع کیا جاسکتا ہے، نہ کسی بھی ٹی وی چینل پر ڈرامہ، ڈرامائی تشکیل اور سلسلہ وار قسط کے طور پر یا کسی بھی شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ خلاف ورزی کرنے کی صورت میں قانونی کارروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔

رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی رکن کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز	MEMBER APNS CPNE	

مستقل سلسلے

ستمبر 2019
جلد 34 شمارہ 1
قیمت 70 روپے

خط آپ کے	رضیہ جمیل	27	تاریخ کے جھروکے	امت الصبور	250
مسکراہٹیں	ادارہ	241	آئینہ خانے میں	واصفہ سہیل	254
بالوں سے خوشبو آئے	شگفتہ جاہ	244	موسم کے پکوان	خالدہ جیلانی	256
کھلتا کسی پہ	خالدہ جیلانی	243	خوبصورت بنیے	ادارہ	258

[illegible] ماہنامہ شعاع، 37 - اردو بازار [illegible]

رضیہ جمیل نے ابن حسن پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شائع کیا - [illegible]

Phone: 32721777, 32726617, 021-32022494 Fax: 0092-21-32766872
Email: shuaa@khawateendigest.com website: www.khawateendigest.com

بیرون ممالک مقیم اُردو صارفین ہر ماہ اپنے پسندیدہ ڈائجسٹ بذریعہ ای میل پی ڈی ایف فارمیٹ میں حاصلکریں

تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل ای میل پر رابطہ کریں۔

urdusoftbooks@gmail.com

urdusoftbooks.com

یہ سروس بذریعہ پے پال مناسب قیمت پر دستیاب ہو گی

بذریعہ ای میل رابطہ کرنے کے لیے یہاں کلک کریں

دوشیزہ چمپا

پہلی بات

شعاع کا ستمبر کا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کشمیر کرۂ ارض کی جنت۔

کشمیر جو قدرت کا کرشمہ ہے۔

کشمیر جہاں پھول کھلتے ہیں اور میٹھے پانی کے چشمے بہتے ہیں۔

اس جنت ارضی کو دوزخ بنا دیا گیا ہے۔ اس کے چشمے زہر آلود اور اس کے پھول مرجھا رہے ہیں۔ اس کے سبزہ زار خزاں رسیدہ اور اس کے کہسار خون سے سرخ ہیں۔

اس جنت ارضی کے باسی وہ بدنصیب قوم ہیں جو پچھلے 72 سالوں سے دُکھ جھیل رہے ہیں۔ مظالم کا شکار ہیں۔ آزادی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں لیکن ان کی یہ قربانیاں عالمی ضمیر کو جگانے میں ناکام رہی ہیں۔

انڈیا کے وزیر اعظم مودی نے مقبوضہ کشمیر کو زبردستی اپنے ملک کا حصہ بنا لیا ہے اور اب وہاں ایک عظیم انسانی المیہ جنم لے رہا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں کرفیو لگا ہوا ہے۔ نیٹ، ٹیلی فون بند ہیں۔ عملاً مقبوضہ کشمیر ایک بہت بڑی جیل میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ سب اس مہذب دُنیا میں ہو رہا ہے جہاں انسانی حقوق اور جمہوریت کے بلند بانگ دعوے کیے جاتے ہیں۔ ان مظالم پر دُنیا کی بے حسی اور خاموشی حیران کن ہے۔

پاکستان پر دہشت گردی اور مذہبی انتہا پسندی کا الزام لگانے والوں کو بھارت کا ظلم، ناانصافی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی نظر نہیں آ رہی ہے۔ وہ اسے بھارت اور پاکستان کا تنازعہ قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ یہ کشمیری عوام کا مسئلہ ہے۔ کشمیر کے لیے فیصلہ کرنے کا حق صرف کشمیریوں کو ہے جنہوں نے اپنے بیٹے اور بھائی قربان کیے ہیں۔ جن کے بچے شہید اور آنکھوں سے محروم ہوئے ہیں۔

پاکستان کے اپنے حالات اس وقت دگرگوں ہیں۔ معیشت کے ساتھ ساتھ سیاسی انتشار بھی عروج پر ہے۔ نفرتوں کی سیاست نے اداروں کو متنازعہ بنا دیا ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ آپس کے اختلافات بھلا کر تمام سیاسی قوتیں متفقہ فیصلہ کریں اور اس ظالمانہ اقدام کے خلاف متحد ہو کر آواز اٹھائیں۔

اس شمارے میں،

- نگہت سیما کا مکمل ناول - ایک دیا رہنے دیا،
- مدیحہ سعید کا مکمل ناول - اسیرِ عشق،
- فرح بخاری اور سدرۃ المنتہیٰ کے ناولٹ،
- افشین نعیم، نزہت جبیں ضیاء، حنا بشریٰ، عنبرین اعجاز اور نوشابہ زینت کے افسانے،
- رخسانہ نگار عدنان اور نعیمہ ناز کے ناول،
- باصلاحیت فنکارہ صبیحہ ہاشمی سے ملاقات،
- معروف شخصیات سے گفتگو کا سلسلہ - دستک،
- جب تجھ سے ناتا جوڑا ہے - قارئین کا سلسلہ،
- پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں - احادیث کا سلسلہ،
- خط آپ کے اور دیگر مستقل سلسلے شامل ہیں۔

شعاع آپ کا اپنا پرچا ہے۔ اسے پڑھ کر اپنی رائے ضرور لکھیں۔ ہم آپ کی رائے جاننا چاہتے ہیں۔

حمد باری تعالیٰ

جاری خدا کا نام ہوا زباں سے
آواز آئی بندے میرے لامکاں سے

کیوں نہ رہوں میں ذاتِ خدا سے امیدوار
لاتقنطو کا امر ہے آیا قرآن سے

رونق دوبالا ہو گئی حرمِ خلیل کی
لات و منات نکلے خدا کے مکان سے

سرکارِ دو جہاں بھی تھے مانگتے پناہ
ستر دفعہ ہر روز ہی ربِ جہان سے

تیرے لیے ہیں خوشیاں ہر شان آن بان
محفوظ رکھنا یا خدا ہر امتحان سے

غلام مصطفیٰ نعیمی

نورِ ایماں کا سمندر ہیں رسولؐ
رحمتِ یزداں کا مظہر ہیں رسولؐ

سرنگوں ہیں ان کے آگے بت کدے
وحدتِ ایقاں کا منبر ہیں رسولؐ

گمرہوں کو راہ دکھلاتے ہیں یہ
ہادیٔ برحق ہیں، رہبر ہیں رسولؐ

ظلمت کے دکھ میں دنیا تھی گھری
خلق کو نورِ مبشّر ہیں رسولؐ

ذکر ان کا باعثِ انعام ہے
میرے آقا، میرے سرور ہیں رسولؐ

گلشنِ ہستی ہے جس سے مشکبار
یاسمین وہ بوئے اطہر ہیں رسولؐ

نجمہ یاسمین یوسف

ادارہ

پیارے نبی کی پیاری باتیں

ایک قوم سے لڑائی کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم لوگ قیامت کے قریب ایسے لوگوں سے لڑو گے، جن کے جوتے...... بالوں کے ہوں گے۔ ان کے منہ گویا ڈھالیں ہیں چوڑی، ان کے چہرے سرخ ہیں اور آنکھیں چھوٹی ہیں۔'' (صحیح مسلم)

قحطان کے آدمی کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ (قبیلہ قحطان کا) ایک شخص نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لکڑی سے ہانکے گا۔'' (صحیح مسلم)

جہجاہ کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''دن اور رات ختم نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک شخص بادشاہ ہوگا جس کو جہجاہ کہیں گے۔'' (صحیح مسلم)

یمن کی ہوا کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ ریشم سے زیادہ نرم ہوا یمن سے بھیجے گا جو کسی آدمی کو نہ چھوڑے گی جس میں ذرہ برابر ایمان ہوگا۔'' (صحیح مسلم)

قیامت شریر لوگوں پر قائم ہوگی

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔'' (صحیح مسلم)

جھوٹے دجال

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال پیدا نہ ہوں گے۔ (دجال کے معنی مکار فریبی ہیں) اور ہر ایک یہ کہے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' (صحیح مسلم)

یہودیوں سے جنگ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہود سے لڑیں گے پھر مسلمان ان کو قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے گا تو وہ پتھر یا درخت بولے گا کہ ''اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے، ادھر آ اور اس کو قتل کر دے مگر غرقد کا درخت نہ بولے گا۔ (وہ ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف بہت زیادہ ہوتا ہے) وہ یہود کا درخت ہے۔'' (صحیح مسلم)

عیسائیوں کی تعداد

موسیٰ بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

دستک دستک دستکہ

شاہین رشید

حرا مانی

"ہیلو، کیسی ہو؟"

"جی، الحمدللہ۔"

"یقین کا سفر، دو بول، آنگن" اور دیگر کئی سیریلز میں بہترین کام کرکے آپ کو شہرت ملی اور کون کون سے ڈرامے ہیں جن کے لیے آپ کہیں گی کہ بہت کامیاب رہے؟"

"یہ تو میرے قارئین ہی بتا سکتے ہیں یا میرے ناظرین۔ میں نے تو ــــ ہر ڈرامے میں اپنا سو فیصد دینے کی کوشش کی خواہ وہ "سن یارا"، "دل موم کا دیا" "بندش"، "میرا خدا جانے"، "یقین کا سفر"، "آنگن" یا "پگلی" ہو...... میرے سب سیریل سب نے پسند کیے کیونکہ مجھے سب کا فیڈ بیک بہت اچھا ملا۔"

"کتنے سال ہوگئے اس فیلڈ میں؟"

"میں نے 2010ء میں اینٹری دی تھی اور شکر ہے کہ میں نے ٹی وی پر جو پروگرام کیے اللہ نے کامیابی دی۔"

"شوبز میں آمد شادی سے پہلے ہوئی یا شادی کے بعد؟"

"شادی کے بعد...... وہ بھی ــــ پہلے بیٹے کی پیدائش کے بعد کہ اللہ نے فوراً ہی اپنا کرم کردیا تھا۔ تو بیٹے کی پیدائش کے کچھ عرصے کے بعد ٹی وی پر کام شروع کردیا تھا۔"

"تب سے اب تک کیا کیا کر چکی ہیں؟"

"یہ پوچھیں کہ کیا کچھ نہیں کیا۔ اس فیلڈ کے ہر شعبے میں، میں نے چھلانگ لگائی اور کامیاب بھی ہوئی۔"

"مثلاً......؟"

"آپ کو سب معلوم ہے پھر بھی بتائے دیتی ہوں کہ میں نے گلوکاری بھی کی، وی جے۔ آر جے بھی رہی۔ میزبانی کے فرائض بھی انجام دیے۔ پروڈکشن بھی کی اور اب ایک عرصے سے ڈرامے بھی کر رہی ہوں اور مزاحیہ ڈرامے "سٹ کام" بھی کیے۔"

"اچھا کہاں لگا؟"

"ہر جگہ...... میں تو جو کام کرتی ہوں، اپنی پسند سے کرتی ہوں۔ اس لیے ہر جگہ مزہ آیا۔ لگن سے کام کیا اور جہاں لگن ہو، وہاں کام اچھا بھی ہو جاتا ہے اور بندہ انجوائے بھی کرتا ہے۔"

"جب شروع شروع میں آپ اس فیلڈ میں آئیں تو سب نے کہا کہ آپ "مانی" کی وجہ سے اس فیلڈ میں آئیں۔ آپ خود کیا کہتی ہیں؟"

"بے شک میں ایسے گھرانے میں بیاہ کر آئی جن کا تعلق شوبز سے تھا اور جہاں سب ہی لوگ بہت نامور تھے اور ہیں مگر ایسا صرف میرے ساتھ ہی نہیں ہوا۔ بہت سی لڑکیاں فنکار گھرانے میں بیاہ کر آتی ہیں مگر وہ اس فیلڈ میں نہیں آتیں، اس فیلڈ میں وہی لوگ آتے ہیں جن کو شوق ہوتا ہے اور جن میں ٹیلنٹ ہوتا ہے۔ نام کا سہارا تو آپ ایک بار ہی لے سکتے ہیں ہمیشہ نہیں۔ سو مجھے شوق بھی تھا، اللہ نے ٹیلنٹ بھی دیا۔ سسرال والوں نے حوصلہ افزائی بھی کی اور اداکاری سے لے کر اس فیلڈ کے ہر شعبے میں میری تربیت بھی کی، جہاں مجھ میں کمی تھی وہاں مجھے سکھایا کہ ایسا نہیں ایسا کرنا ہے۔ تو پالش بھی ہوتی گئی اور کام بھی کرتی رہی۔"

"ابتدا میں آپ نے سٹ کام کیے۔ پھر میزبانی کی، ہمیشہ شوخ و چنچل نظر آئیں اور حقیقت

س۔ شادی کب ہوئی؟

ج۔ میری شادی جنوری 2001ء میں ہوئی۔

س۔ شادی سے پہلے مشاغل دلچسپیاں؟

ج۔ گھر کا کام کرنا۔ رسالے پڑھنا ہمسایوں سے مانگ کر، پی ٹی وی کے ڈرامے دیکھنا۔ چھوٹی موٹی سلائی کڑھائی کرنا۔

س۔ رشتے میں مرضی شامل تھی؟

ج۔ جی ہاں، مرضی شامل تھی بلکہ سو فیصد شادی میری مرضی سے ہوئی، اسی لیے اٹھارہ سال سے اس کی سزا بھگت رہی ہوں۔

س۔ منگنی کتنا عرصہ رہی؟

ج۔ منگنی نہیں ہوئی۔ پہلی شادی چودہ سال کی عمر

جب تجھ سے ناتا جوڑا ہے

ح سین

میں ہوئی جو کہ صرف چھ مہینے چلی۔ میری شادی میری امی کے ماموں زاد کزن سے ہوئی تھی اور میری عمر کا یہ دور ایسا تھا کہ جب لڑکی پیار اور میاں بیوی کے تعلق کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ پھر بھی میری شادی ہوئی۔ اس نے مجھے بہت پیار دیا۔ وہ مجھے ایسے ٹریٹ کرتا جیسے کوئی موم کی گڑیا سے کرتا ہے، میرا بہت خیال رکھتا۔ میری معمولی سی تکلیف پر بھی راتوں کی نیند حرام کر لیتا۔ میں پریگننٹ ہوئی تو وہ یوکرائن چلا گیا، اسے بہت شوق تھا انگریزوں کے ملک جانے کا۔ اس کا شوق پورا ہوا لیکن میری دنیا اجڑ گئی۔ اس نے وہاں کی نیشنلٹی کے لیے وہاں شادی کر لی۔ ادھر میری کم عمری اور کچھ جسمانی پیچیدگی کی وجہ مرا ہوا بیٹا پیدا ہوا۔ اس کے جانے کے بعد میرا دل نہیں لگتا تھا اسی لیے میں میکے میں ہی تھی، میرے سسرال والوں نے میرے شوہر کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ بچے کو جان بوجھ کر مارا ہے۔ بس پھر جھگڑے بڑھتے گئے، بات طلاق پر ختم ہوئی۔

پھر میری دوسری شادی سترہ سال کی عمر میں خاندان سے باہر ہوئی۔ اس میں کسی کی بھی مرضی شامل نہیں تھی۔ ماں باپ، بہن بھائیوں کا دل توڑا اور اپنی مرضی کی۔ اس شادی میں مجھے کوئی عشق محبت نہیں ہوئی، بس وہ خواب جو کہ پہلے شوہر نے دکھائے کہ تم تو رانی ہو، محلوں میں رہنے والی اور گاڑی میں گھومنے والی لیکن سب الٹا ہو گیا۔ شادی کا پہلا سال ہی اچھا گزرا۔

س۔ شادی سے پہلے سسرال والوں کے بارے میں کیا تصور تھا؟

ج۔ کوئی خاص تصور نہیں تھا۔ پہلے شوہر کے والدین حیات نہیں تھے، اسی لیے وہ اپنی بھابھیوں اور بھائیوں کے ساتھ رہتا تھا اور کوچ ڈرائیور تھا۔ دوسرا شوہر شادی کر کے ہی الگ لایا تھا، اس کے گھر والے بھی اس شادی سے خوش نہیں تھے۔

س۔ شادی کے لیے کن چیزوں کی قربانی دینا پڑی؟

ج۔ شادی کے بعد قربانی دی اپنی آزادی کی۔ اپنے سے وابستہ ہر رشتے کی قربانی دی۔ پہلا شوہر ہر روز

نعیمہ ناز

عالیہ بیگم اپنی بیٹی حمنہ کے رشتے کے لیے خاندانی لوگوں کی تلاش میں تھیں۔ جب کہ ان کی ساس کا کہنا تھا کہ رشتہ کے لیے دین داری اور شرافت کو ترجیح دینی چاہیے۔

نائشہ اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ ایک چھوٹے سے گھر میں رہتی تھی۔ رشتوں کے نام پر اس کی ایک خالہ تھیں جن کے دو بچے فہد اور علیزے تھے۔ فہد اپنے باپ کے پاس امریکہ پڑھنے گیا تھا۔ اس کی والدہ سلائی کر کے اپنے بچوں کو پڑھا رہی تھیں۔ عائشہ کی سہیلیاں اس کی بے پناہ خوب صورتی کو سراہتی تھیں۔

سید صاحب کو مسجد کمیٹی کا صدر منتخب کیا جا رہا تھا۔ ان کی بیٹی نائلہ ایک خود سر لڑکی تھی، اس کی اپنے شوہر سے بالکل نہیں بنتی تھی۔ وہ آئے دن اپنے شوہر سے لڑ جھگڑ کر باپ کے گھر آ بیٹھتی۔ اس میں ماں کے مزاج کی جھلک تھی۔ اسے اپنی خوب صورتی پر بہت ناز تھا۔ سید صاحب اس کی طرف سے بہت پریشان تھے۔ نائلہ کے شوہر سرمد کا دوست جمال اس پر مرمٹا ہے۔

چنبیلی کا تعلق بازار حسن سے ہے۔ طلال شیخ ایک نامور سیاست دان اور جاگیردار کا بیٹا ہے جو چنبیلی کے حسن پر مرمٹا ہے۔

شاہ میر رسول بخش کا سب سے چہیتا شاگرد تھا، جو ان کے ساتھ ہی رہائش پذیر تھا۔

یار دل دار

افشین نعیم

عید الاضحیٰ میں چار پانچ دن رہ گئے تھے۔ محب اللہ اور حیدر گھر گئے ہوئے تھے۔

احسن اور انس نے اس ویک اینڈ پر جانے کا ارادہ موقف کرتے ہوئے ایک ہی بار عید پر جانے کا سوچ رکھا تھا۔ عادل تو ویسے بھی شاذ و نادر ہی جاتا تھا بھائی بھابھی کی طرف، گو اب پہلے والے حالات نہیں تھے، بڑی آؤ بھگت ہوتی تھی پر اس کا دل نہیں چاہتا تھا جانے کو۔

موسم بے حد خوش گوار ہو رہا تھا، کالی کالی گھٹائیں امڈ کر آ رہی تھیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے موڈ بھی خوش گوار کر دیا تھا۔

عادل تھوڑی دیر تک تو ٹیرس پر کھڑا موسم کے مزے لیتا رہا، پھر اکیلے اکتانے لگا تو اندر آ گیا۔

اندر انس صوفے پر بیٹھا، اسکرین پر نظریں جمائے ایک کے بعد ایک چینل تبدیل کر رہا تھا۔ احسن حسب معمول موبائل پر گیم کھیلنے میں مصروف تھا۔

"باہر موسم انتہائی حسین ہو رہا ہے۔ کسی بھی لمحے بارش شروع ہونے والی ہے۔" عادل نے بآواز بلند اطلاع بہم پہنچائی۔

اس کی آواز پر انس نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر سے اپنے شغل میں مشغول ہو گیا۔ احسن نے تو یہ زحمت بھی گوارا نہیں کی، ہنوز اپنے پوائنٹ اسکور کرنے میں مصروف رہا۔

عادل نے انتہائی ناپسندیدگی سے دونوں کا انداز ملاحظہ کیا۔ چند سیکنڈ کچھ سوچا پھر عقاب کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔

نزہت جبیں ضیاء

عورت نامہ

ساری زندگی رشتوں کے تقدس کو نبھاتے ......اپنا سکھ، چین، نیند، آرام سب — حرام کرکے جس گھر کو سنبھالنے میں، بسانے میں عورت زندگی کی تلخیوں کو بھی امرت سمجھ کر لیتی ہے۔ محض ستائش بھرے دو لفظوں کی خاطر، تشکر بھری نگاہ کے لیے طویل اور تھکا دینے والے شادی کے پچیس برس بعد بھی میں

مکمل ناول

موسم بہار کی آمد آمد تھی اور موسم خزاں رخصت ہوا چاہتا تھا۔ ایک طرف جہاں پیڑوں پر ہوا سے اِکّا دُکّا زرد پتے فضا کے سفر میں تھے وہیں شاخوں پر پھوٹتی ننھی کونپلیں نئی زندگی کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ یہی ازل سے دستور کائنات ہے۔ شہر خاموشاں میں ہر سو خاموشی کا راج تھا، مشرقی جانب دو گز زمین کا وہ قطعہ جہاں سر پر رومال باندھے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے وہ آج پھر دربار عشق میں حاضر تھا جس کی دھڑکن زمین کے اوپر تھی اور دل منوں مٹی تلے سویا تھا۔

سکون آج تک گروی ہے اس کے پاس
ذرا سی محبت قرض لی تھی جس سے

☆☆☆

"یہ کیا ہے؟" عامر نے مسکراتے ہوئے ہتھیلی عین اس کی آنکھوں کے سامنے کی تو عون نے ایک قدم پیچھے ہٹتے اسے گھورا۔

"اسے دوات کہتے ہیں اور اس میں بھرے سیال مادے کو روشنائی کہتے ہیں۔"

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے مگر سوال یہ ہے کہ تم کیا کرو گے اس کا؟" عون نے اس کا ہاتھ نیچے کرتے سنجیدگی سے پوچھا۔ جینز کے ساتھ فالسہ کلر کی شرٹ میں اونچا لمبا عون اس وقت سنجیدہ تھا اور عامر بلاوجہ ہی کھلکھلا رہا تھا۔

"آج ہم اس سیاہی سے ایسے اسٹوڈنٹس کی تواضع کریں گے جن کے لباس پیور وائٹ ہوں گے۔" عون اور عامر نے ایک ہی ادارے سے

مدیحہ سعید

اسیرِ عشق

نکہت سیما

اک دیا رہے دیا

وہ گیارہ سال بعد اس گھر میں واپس آئی تھی۔ اب بھی نہ آتی اگر چھوٹے داجی اسے منت کر کے نہ بلاتے کہ ان کی جان اس میں اٹکی ہوئی ہے۔ انہیں معافی چاہیے۔ انہیں اس سے بہت کچھ کہنا تھا۔ اور وہ آ گئی۔ سامنے والے گھر کی بالکونی کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے نجانے کیا کچھ سوچ ڈالا تھا۔

چار سال کی عمر میں عبدالکریم کاکا اسے یہاں لے کر آئے تھے 1948ء دسمبر میں۔ آغا منزل اس کے نانا آغا فرحان علی کا گھر تھا اس گھر میں اس کے دو ماموں وحید آغا اور سعید آغا بھی اپنے خاندان کے ساتھ رہتے تھے۔ آغا فرحان علی کے چھوٹے بھائی آغا ریحان علی بھی اپنے خاندان کے ساتھ رہتے تھے۔

عبدالکریم کاکا نے بتایا کہ فسادات میں پورا خاندان ختم ہوگیا صرف عروج فاطمہ بچ گئی۔ یوں عروج فاطمہ اور عبدالکریم کاکا آغا منزل میں رہنے لگے۔

1959 میں حیدر سلطان آ گئے عبدالکریم کاکا نے اسے بتایا کہ یہ اس کے چاچو ہیں۔ آغا منزل میں رشتوں میں نفسا نفسی تھی۔ سامنے کوٹھی میں رہنے والے گھرانے سے عروج فاطمہ کی دوستی ہو جاتی ہے۔ انیس اسے پسند کرتے ہیں زہرہ آپی اور دبیر بھائی اسے بہنوں کی طرح چاہتے تھے۔ اس کا رشتہ انیس سے طے ہو جاتا ہے۔ ریحان آغا اپنی بیٹی صبا کے لیے آغا جان سے کہتے ہیں۔

ریحان آغا کی دھمکی کے بعد آغا جان پریشان ہو کر عروج کو بلا کر کہتے ہیں کہ وہ عبدالکریم سے کہے کہ وہ حسن صاحب اور ان کی بیگم کو بلا کر لائے۔ وہ ان سے کہتے ہیں کہ انیس آ گیا ہے تو وہ آج ہی عروج اور انیس کا نکاح

مکمل ناول

نوشابہ زینت

''مبارک ہو تمہارے لیے آیا ایک رشتہ بالآخر فائنل ہوگیا ہے۔'' مریم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''خیر مبارک۔'' جیولری دیکھتے ہوئے زرتاشیہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سے مصروف ہوگئی۔

''لڑکے کا نام شہزاد ہے، اپنے باپ کا کاروبار سنبھالتا ہے۔ اور یہ رہی اس کی تصویر۔'' مریم نے تصویر اس کے پاس رکھی جسے اس نے پرے کردیا۔

''ارے یہ کیا؟ تصویر تو دیکھ لو۔'' مریم حیران ہوئی۔

''کیا یہ سن دو ہزار انیس ہے ایک لڑکی نے اپنے ہونے والے شوہر کی تصویر دیکھنے سے انکار کر دیا۔ کہیں میں وقت میں سفر کرکے ''سن انیس سو'' میں تو نہیں پہنچ گئی کہ ایک لڑکی — اور اپنے منگیتر کی تصویر دیکھتے ہوئے شرما رہی ہے۔''

زرتاشیہ نے تنگ آکر سر اٹھایا۔ اور اسے گھورا۔

''اگر آپ کی حیرانی ختم ہوگئی ہے تو محترمہ مجھے بتائیے کہ کل کے فنکشن میں کون سا سیٹ پہنوں۔''

جبکہ مریم پھر حیران ہوئی کہ شرمانے کے آثار تو اس نازنین کے چہرے پر بالکل بھی نہیں ہیں۔

''اچھا اچھا یہ 2019ء ہی ہے۔'' اسے تسلی ہوئی۔ لیکن پھر تصویر نہ دیکھنے کی وجہ......؟؟؟

☆☆☆

عمیر کی سب نے مت مار رکھی تھی۔ کیونکہ پرسوں اس کی مہندی تھی اور اکیلا ہونے کی وجہ سے سارے انتظامات اسے خود ہی دیکھنے تھے۔ اوپر سے بہنوں کے میچنگ دوپٹے، فیتے اور درزیوں کے چکروں نے اسے چکرا کے رکھ دیا۔ چھ ماہ پہلے اس کی منگنی ہو چکی تھی اور اسے خبر بھی نہ تھی کہ اس کی منگیتر کیسی ہے۔ کس مزاج کی ہے۔ اسے فرصت ہی نہ تھی ان سب چونچلوں کی۔ جو بھی بات کرتا اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا۔ دوست بار بار اس سے بات کرنے کے مشورے دے رہے تھے پر اسے ٹائم ملے تب ناں۔ مہندی والے دن اسے تھوڑی فرصت نصیب ہوئی تو وہ پارلر بھاگ گیا۔

☆☆☆

زرتاشیہ آج دور پار کی دو کزنز کو لے کر مارکیٹ آئی ہوئی تھی کہ ایک سوٹ کی میچنگ سینڈل لینی تھی امی نے تو کہا تھا کہ رہنے دو اتنے سارے جو ہیں ان ہی میں سے پہن لینا پر ......خریداری کے بعد وہ ہاتھوں میں شاپر پکڑے سڑک پار کرنے کے لیے کھڑی تھیں زرتاشیہ تھوڑی سی آگے بڑھی اور ایک گاڑی سے اچانک ٹکرائی زرتاشہ کو ٹکر تو اتنی زوردار نہ لگی جتنی یہ سوچ کر کہ کل اس کی بارات ہے اور اگر وہ دنیا سے سدھار گئی تو......

''نہیں...... ہائے، توبہ۔'' شرمیلی زرتاشیہ کی اسی سوچ کے زیر اثر سارے شاپر دھڑام سے سڑک پر جا پڑے۔

دوسری طرف گاڑی والے نے کوفت سے اسے دیکھا اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

''محترمہ کیا آپ کانوں میں روئی ڈال کر سڑک کراس کرتی ہیں یا آنکھوں پر بلائنڈز کا استعمال کرتی ہیں۔ میں کب سے ہارن دے رہا ہوں۔''

زرتاشہ نے شاپر اٹھاتے ہوئے اس نئی افتاد کو

اب کے ہم بچھڑیں تو

فرح بخاری

حسین دلکش مناظر انفر کو بے اختیار اپنی جانب کھینچ رہے تھے۔ اوپر سے ایسا دل فریب موسم، بادل جیسے دائیں بائیں سے گدگداتے ہوئے گزر رہے تھے۔ گہرے بادلوں نے پٹریاٹہ کے سبزے اور شادابی کو چاندی کی مہین سی چادر اوڑھا دی تھی۔ وہ موبائل اسکرین مسلسل آن کیے ان حسین نظاروں کی تصویریں محفوظ کررہا تھا۔

اونچے پتھر پر پاؤں جمائے وہ نیچے جاتی بل کھاتی سڑک اور لہراتے بوتل برش کے درختوں کو فوکس میں لاتے اب کلک دبانا ہی چاہتا تھا کہ آتشی گل اناری سا آنچل درخت کے پیچھے سے لہراتے ہوئے موبائل اسکرین کے سامنے آنے لگا۔ انفر نے موبائل اسکرین سے نظریں ہٹا کر وہاں

دیکھا، چارفٹ کی دوری پر موجود اس درخت کے پیچھے کوئی تھا جس کے دوپٹے نے لہرا کر انفر کی یکسوئی میں خلل ڈالا تھا۔ لیکن خیر آنچل لہرا کر غائب ہوچکا تھا۔ انفر نے موبائل پھر سیدھا کیا اور درخت، سڑک اور پہاڑی کو فوکس میں لاتے انگلی دبائی ہی تھی کہ آنچل کی گستاخی نے لہرا کر پھر تصویر کا مزا کرکرا کردیا لیکن اس مرتبہ انگلی دب چکی تھی۔

گل اناری دوپٹا تصویر میں بالکل واضح تھا اور بلاشبہ تصویر کی خوب صورتی کو بڑھانے کا باعث بنا تھا۔ انفر نے ابرو اٹھا کر داد دیتے مختلف اینگل سے چند اور تصویریں بھی لیں جن میں دوپٹا آڑے نہیں آیا تھا، پھر وہ کسی اور منظر کی تلاش میں وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

آدھے گھنٹے تک فوٹوگرافی کے شغل سے دل بہلاتے اب کچھ کھانے پینے کی طلب نے اندر سر ابھارا تو انفر نے ذرا فاصلے پر دکھائی دیتے اسٹالز پر نگاہ ڈالی۔ آئس کریم، کافی، چائے۔ وہ مخمصے میں بس چند سیکنڈز کے لیے پڑا، پھر کافی کی کشش باقی دو پر حاوی آگئی اور وہ مسکراتے ہوئے کافی شاپ کی طرف بڑھ گیا۔

''بھائی! تین کپ کافی۔'' انفر نے ہاتھ اٹھا کر کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا تھا کہ کندھے کے پیچھے سے ایک شوخ نسوانی آواز نے اس کی آواز پر سبقت لی۔ انفر کا سر بے ساختہ گھوما۔ لڑکی بلاوجہ مسکرادی، انفر نے البتہ اسی سنجیدگی سے دوبارہ سامنے سر موڑا لیکن نظریں جیسے پیچھے کہیں رہ گئیں۔ اس مسکراتی لڑکی کی پشت پر وہی گل اناری آنچل لہرایا تھا۔ پلٹ

حنا بشریٰ

شکستہ فال

"فوزیہ باجی! آپ تو میرے حالات سے واقف ہیں نا۔ بھابھی میرا رشتہ ڈھونڈنے میں سنجیدہ نہیں ہیں۔" عثمان نے اداس لہجے میں اپنی بات مکمل کی تو فوزیہ کے چہرے پر بھی دکھ کے بادل چھا گئے۔

"تم فکر نہ کرو عثمان! میں ہوں نا تمہاری بہن۔ میں ڈھونڈوں گی تمہارے لیے اچھی سی لڑکی۔ بھروسا رکھو مجھ پر۔" خود کو درد کے شکنجے سے نکالتے ہوئے فوزیہ بڑے جوش اور خلوص سے گویا ہوئی کہ چند لمحوں پہلے چہرے پر چھائی اداسی نے مدھم مسکراہٹ کا روپ دھار لیا۔

فوزیہ، عثمان کی ـــ سگی بہن نہیں تھی۔ اس نے عثمان کو بچپن میں قرآن پڑھایا تھا۔ ویسے تو محلے کے کافی بچوں کو قرآن پڑھا چکی تھی مگر عثمان سے وابستگی اور محبت ایسی ہوئی کہ جیسے دونوں سگے بہن بھائی تھے۔ عثمان بھی فوزیہ کا بے حد احترام کرتا تھا، اکثر گھر کے چھوٹے چھوٹے کام بھی کر دیتا تھا اور کبھی ان کاموں کو بوجھ نہیں سمجھتا تھا۔ فوزیہ کے اخلاق اور محبت نے عثمان کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔

"تم دل چھوٹا نہ کرو۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔"

بادل کا رنگ گہرا تھا، سفیدی میں سیاہی کی آمیزش تھی۔

سالک صاحب نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر آسمان کی طرف دیکھا۔

''آج کچھ ہوگا۔'' دل نے کہا تھا۔

''آج بارش ہوگی۔'' موسم نے جواب دیا، ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی مگر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ جو زمین پر نظر آتے لمحے کو رکی، ٹھہر گئی۔ سمٹ گئی۔ دانیال نیچے لان میں کھڑا تھا۔ بظاہر فٹ فاٹ۔ تیار کھڑا تھا مگر چہرے کی افسردگی اور آنکھوں میں اٹکا ایک قطرہ جو اس نے ہتھیلی کی پشت سے صاف کر ڈالا تھا، جیسے رگڑا جاتا ہے، اس کی بائیں آنکھ کچھ زیادہ سرخ نظر لگیں۔ ''بارش ہوگی۔''

بادل کا رنگ کالا تھا۔

اور موسم نے تائید کی کہ بارش ہوگی۔

لفظ نہیں سمندر تھے، اور لہجے اس کی لہریں۔

اس نے لفظوں کو لہروں کے بہاؤ پر چھوڑ دیا، تو لفظ سطح پر تیرنے لگے، ہجے کی سطح پر، سمندر کی سطح پر، اور جو ڈوب رہا تھا وہ کوئی اور نہ تھا۔

وہ اس کا دل تھا۔ آج سے دو سال پہلے کا قصہ تھا۔

☆☆☆

اس نے کاغذ کو ٹیڑھا پکڑ رکھا تھا۔ ''تمہیں پتا ہے مجھے کاغذ ٹیڑھا پکڑ کر رکھنے کی عادت ہے۔ اسی طرح لکھنے کی عادت ہے۔''

سدرۃ المنتہیٰ

دل اسیر رکھ

آ رہی تھی، نیچے صحن سے پُرجوش آواز نے سماعتوں کا پیچھا کیا۔ جملہ بڑا سادہ تھا کہ۔

''ہانیہ کو بہت پیار دینا میرا۔''

میرا شاید مروّت میں لگا دیا تھا۔ سالک صاحب نے دیکھا، نہ دانی کے چہرے کے رنگ بدلے نہ انداز کا ڈھنگ بدلا۔ وہ بڑی خاموشی سے گاڑی نکالنے لگا۔ سالک صاحب کا دل ہول گیا۔

انہیں پتا تھا آج پھر کچھ ہوگا۔ آج ایک نئی کہانی بنے گی۔

لفظوں نے کہا۔ بنے گی تو بننے دو۔ لہجے اکسانے لگے مگر دل ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھا۔ آج کچھ ہوگا۔

پھر آنکھوں کی بات پر پھسل گیا، جب وہ کہنے

کاغذ ہاتھ میں پکڑتا تھا کہ لفظ۔ امڈ امڈ کر آنے لگے، جیسے اظہار کے لیے ترس رہے تھے۔

اور ترسا ہوا کسی کا دل بھی تھا۔

اس نے پرانی ڈائری میں سے صفحات کو کھولا، لفظ کیا تھے جادو تھا طلسم تھا۔ جو بھی تھا۔ بہرحال محبت تھی، اور جو جادو تھا اسی کا جادو تھا جو سر چڑھ کر بولتا تھا۔

جو ہوا تھا دو سال دو ماہ پہلے کے خط سے جس پر تاریخ تھی بارہ جون کی اور سال تھا دو ہزار تیرہ کا، مہینہ تھا چھوٹا اور وقت تھا رات کے پہلے پہر کا جب وہ خط لکھا گیا تھا۔

اور وہ خط پڑھ رہی تھی چودہ کی تاریخ رات کے پہلے پہر میں اور لفظ لفظ حرفوں سمیت اس کے دل میں اتر رہا تھا۔

کشف اپنے پرانے طرز کے گھر سے شدید بے زار ہے اور وہ اپنی آنی سے ہزار بار کہہ چکی ہے کہ وہ اس گھر سے جان چھڑا لیں لیکن وہ ہر بار اس کی بات ہنس کر ٹال دیتی ہیں۔ کشف گلیوں سے گزرتے خوانچا فروشوں سے بھی سخت بے زار رہتی ہے اور انہیں حسب توفیق بددعاؤں سے نوازتی رہتی ہے۔

طاہرہ بیگم کا اپنے گھر پر کافی ہولڈ ہے۔ ان کی بہو سونیا اور بیٹا آزر دونوں ہی ان کے فرماں بردار ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ ان کی پوتی کا رشتہ ان کی مرضی سے طے ہو۔

جبکہ ردا اپنے آفس میں کام کرنے والے جبران سے محبت کرتی ہے اور اسے کہتی ہے کہ وہ اس کا رشتہ لے کر آئے۔

دوسری جانب کشف کا پڑوسی اسے چھیڑتا ہے اور وہ اس کے پاؤں پر اینٹ دے مارتی ہے۔ بعد میں اسی لڑکے کی ماں سے بھی خوب جھگڑا کرتی ہے۔

زینب شاعری کرتی ہے اور ساتھ ہی ایک اسکول میں بھی پڑھاتی ہے وہ اپنا مسودہ حیدر کے پاس لے کر جاتی ہے تا کہ وہ سرفراز سے بات کر کے اسے چھپوا سکیں۔

آفس سے واپسی پر اس کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور وہیں تیز برستی بارش میں اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

آڈیٹوریم لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہے جہاں ڈاکٹر موحد تین بڑی بیماریوں کو کنٹرول کرنے کے حوالے سے لیکچر

رخسانہ نگار عدنان

رات کی جو ملی تھی

وہ جو اپنا یار تھا دیر کا، کسی اور شہر میں جا بسا
کوئی شخص اُس کے مکان میں کسی اور شہر کا آ بسا

یہی آنا جانا ہے زندگی، کہیں دوستی کہیں اجنبی
یہی رشتہ کارِ حیات ہے، کبھی قرب کا، کبھی دُور کا

ملے اس میں لوگ رواں دواں، کوئی بے وفا کوئی باوفا
کٹی عمر اپنی یہاں وہاں، کہیں دل لگا کہیں نہ لگا

کوئی خواب ایسا بھی ہے یہاں جسے دیکھ سکتے ہوں دیر تک
کسی دائمی شبِ وصل کا، کسی مستقل غمِ یار کا

وہ جو اس جہاں سے گزر گئے، کسی اور شہر میں زندہ ہیں
کوئی ایسا شہر ضرور ہے، انہی دوستوں سے بھرا ہوا

یونہی ہم منیرؔ پڑے رہے، کسی اک مکاں کی پناہ میں
کہ نکل کے ایک پناہ سے، کہیں اور جانے کا دم نہ تھا

منیر نیازی

بہتی ہوئی آنکھوں کی روانی میں مرے ہیں
کچھ خواب میرے عین جوانی میں مرے ہیں

روتا ہوں میں ان لفظوں کی قبروں پہ کئی بار
جو لفظ میری شعلہ بیانی میں مرے ہیں

کچھ تجھ سے یہ دُوری بھی مجھے مار گئی ہے
کچھ جذبے میرے نقل مکانی میں مرے ہیں

اس عشق نے ہمیں آخر برباد کیا ہے
ہم لوگ اسی کھولتے پانی میں مرے ہیں

کچھ حد سے زیادہ تھا ہمیں شوقِ محبت
اور ہم ہی محبت کی گرانی میں مرے ہیں

قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اُتارو
ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں

اعجاز توکل

خالدہ جیلانی

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ

مدیحہ نورین مہک ___ برنالی

ہمیں یقین کی سرحد عبور کرنے دو
زمین ٹھیک لگے گی تو گھر بنا لیں گے

سحر بدر ___ خانیوال

بہت دن رہ لیے رنج والم میں
خوشی میں اب نکھرنا چاہتے ہیں

نمرہ، اقرأ ___ کراچی

سچ کی خاطر بھی تو آواز اٹھائے کوئی
ہر گھڑی جھوٹ کے پیکر نہیں دیکھے جاتے

ملیحہ اشرف ___ کراچی

محبت، وفا، دوستی خواب نکلی
بس اک حسرتوں کا جہاں رہ گیا ہے

رضوانہ شکیل راؤ ___ لودھراں

نہ جانے کون ہے جس کی تلاش میں ناصر
ہر ایک سانس میرا اب سفر میں رہتا ہے

سحر افشین ___ کراچی

بچھڑتے وقت کسی سے ہمیں یہی تھا گماں
کہ زخم کیسا بھی ہو عمر بھر نہیں رہتا

لائبہ، ایمن ___ مظفر آباد

جدائیاں تو مقدر ہیں لیکن اے غم ہجراں
عجیب بھول سے ساتھی بچھڑ گئے اب کے

نشا اویس ___ سلور ٹاؤن

میرے ہونٹوں پہ دعاؤں کی لکیریں روشن
میرے سینے میں سبھی ساعتیں الہام کی ہیں
میری دکھتی ہوئی آنکھوں میں ہے معراج کی شام
جتنی شمعیں بھی فروزاں ہیں تیرے نام کی ہیں

نصرہ بلال ___ ڈیفنس گارڈن

اب جو بچھڑا ہے تو کیا روئیں جدائی پہ تیری
یہ اندیشہ تو ہمیں پہلی ملاقات سے تھا

فائزہ بھٹی ___ پتوکی

پھر تیری یاد کے موسم نے جگائے محشر
پھر میرے دل میں اٹھا شور ہواؤں جیسا

نصرہ یوسف ___ بہاولپور

ڈائری میں لکھے سبھی تذکرے رکھ چھوڑنا
پھر ان پہ رنگ کے حاشیے رکھ چھوڑنا
نجانے کب لوٹ آئے دور دیسوں سے وہ اجنبی
تم درختوں پہ سجا کے گھونسلے رکھ چھوڑنا

حرا ملک ___ وہاڑی

کوئی منافقت سکھاؤ مجھے
رشتے نبھا سکوں میں بھی

صدف عمران ___ کے ڈی اے

چلنے کا حوصلہ نہیں رکنا محال کر دیا
عشق کے اس سفر نے تو مجھ کو نڈھال کر دیا

احرام دعا بخاری ___ اوکاڑہ

کون کرتا ہے وفاؤں کے تقاضے تم سے
ہم تو اک جھوٹی تسلی کے طلب گار ہیں

مہ رخ چوہدری ___ شیخوپورہ

اس قدر ہو گیا خفا مجھ سے
اب وہ خوابوں میں بھی نہیں آتا

اقصیٰ ناصر ___ گلستان جوہر

بارش کی برستی بوندوں نے جب دستک دی دروازے پر
محسوس ہوا تم آئے ہو انداز تمہارے جیسا تھا

شاہ زندگی ___ جڑانوالہ

محسن یہ تماش بین ہیں سارے غم گسار
کیجیے نہ اپنے غم کی وضاحت کسی سے بھی

امتہ الصبور

تاریخ کے جھروکوں سے

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا

تاریخ میں جب بھی شہدائے کربلا کا تذکرہ آتا ہے تو زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کے حالات و واقعات بھی سامنے آجاتے ہیں۔ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا آنحضور کی نواسی، شیر خدا علی المرتضیٰؓ اور خاتون جنت فاطمۃ الزہراؓ کی نور نظر اور شہید کربلا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بہادر اور جرأت مند بہن تھیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ عون اور محمد کی والدہ بھی ہیں جو اپنے عظیم ماموں حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت زینت کی ولادت چار ہجری میں ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت ان کی عمر چھ سال سے کچھ زائد تھی۔

حضرت زینبؓ کی ولادت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نومولود نواسی کو گود میں اٹھالیا۔ لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور کھجور چبا کر کھلائی۔ پھر فرمایا۔

”یہ مجھے بہت پیاری لگ رہی ہے۔ یہ اپنی نانی خدیجہؓ سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بڑی بیٹی کے نام پر اپنی اس نواسی کا نام بھی زینب رکھا۔ چھ سال کی عمر میں حضرت زینبؓ نے اپنے والدین کے علاوہ اپنے نانا جان سے اس قدر تربیت حاصل کرلی تھی کہ اپنی بے مثال ذہانت و فطانت کی وجہ سے وہ اسلام کے بنیادی عقائد و ایمانیات پر بہت اچھی گفتگو کرلیتی تھیں اور اپنی گفتگو میں برموقع اشعار بھی پڑھتی تھیں۔ انہیں آنحضور کے ساتھ پانچ سال کی عمر میں حج کرنے کی سعادت بھی ملی۔ ان کی والدہ حضرت فاطمہؓ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد انتقال فرما گئیں۔ یوں حضرت زینبؓ بہت چھوٹی تھیں۔ جب ماں کی ممتا سے محروم ہوگئیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی کی بہت اچھی تربیت کی۔ ان کی شادی آپ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے کردی۔ ان ہی سے ان کے بیٹے عون اور محمد پیدا ہوئے۔

بہن کی بھائی کے ساتھ محبت

حضرت علیؓ کی شہادت کے موقع پر حضرت زینبؓ بہت غم زدہ ہوئیں اور انہوں نے اپنے محبوب والد کا مرثیہ بھی کہا۔ حضرت زینبؓ کی زندگی اول و آخر عظمتوں کی داستان ہے مگر میدان کربلا اور اس کے بعد کی منزلوں میں ان کا جو کردار سامنے آتا ہے، اس کی بہت کم مثالیں انسانی تاریخ میں ملتی ہیں۔ میدان کربلا میں نو محرم کو صورت حال دیکھ کر ان کی زبان پر دردناک اشعار آئے۔ حضرت زینبؓ کے اشعار کا مفہوم یوں تھا۔

”اے کاش میں یہ منظر دیکھنے کے لیے زندہ نہ رہتی، جب میرا بھائی اور پورا خاندان ظالموں کے نرغے میں آگئے ہیں۔ نانا ابو، والدہ محترمہ، بابا جان اور برادر بزرگ حسن سب کی جدائی پر دل پھٹ گیا تھا۔ مگر ان سب کے بعد جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی تھیں اور جو میرے دل کا قرار تھا، اب وہ بھی مجھ سے چھن جائے گا۔ اے کاش میں اس کے بدلے میں اپنی جان قربان کردیتی اور اسے گزند نہ پہنچتا۔“

ان جذبات میں کوئی تصنع ہے، نہ کسی قسم کی غیر